ادبیات

غزل

از

جناب الم مظفر نگری

جو ہیں رندِ ازل گلشن کو مے خانہ سمجھتے ہیں
کلی کو شیشۂ مے گل کو پیمانہ سمجھتے ہیں

محبت میں یہ رتبہ بھی نہیں ملتا بآسانی
غنیمت ہے ہمیں وہ اپنا دیوانہ سمجھتے ہیں

مجھے حیرت ہے اہلِ بزم کی کوتاہ فہمی پر
مآلِ سوزِ غم کو خاکِ پروانہ سمجھتے ہیں

حقیقت آشنائے گلستاں فصلِ بہاراں میں
ہجومِ رنگ و بو کو برق کا شانہ سمجھتے ہیں

بنایا تھا جنھیں فصلِ جنوں پرور نے دیوانہ
وہی اب نو بہارِ گل کو دیوانہ سمجھتے ہیں

اذانِ عشق کی ہے ایک وہ بگڑی ہوئی لے
جسے ہم شورِ ناقوسِ صنم خانہ سمجھتے ہیں

سحر تک رنگ کیا بدلے گی محفل پوچھ لو ہم سے
کہ ہم انجامِ وجد و رقصِ پروانہ سمجھتے ہیں

یہ مے خانہ ہے بے مانگے یہاں ملتی ہے اے واعظ
طلب کو تو یہاں رسمِ غلامانہ سمجھتے ہیں

سرِ محفل وہ کیا سمجھیں گے سازِ شمع کے نغمے
جو سوزِ غم کی چنگاری کو پروانہ سمجھتے ہیں

کسی دن جس کے شعلے خرمنِ ہستی کو پھونکیں گے
اسی بجلی کو ہم شمعِ طرب خانہ سمجھتے ہیں

کہاں سمجھے گی موجِ بوئے گل اس کی حقیقت کو
بگولے قدر جولانگاہِ ویرانہ سمجھتے ہیں

نگاہیں ڈالتے ہیں مرکزِ وحدت سے کثرت پر
حرم میں رہ کے ہم رازِ صنم خانہ سمجھتے ہیں

الم کیا ان جفا کیشوں سے امیدِ عنایت ہو
بیانِ دردِ دل کو جو کہ افسانہ سمجھتے ہیں